OPEN ACCESS: Al-Aijaz Research Journal of Islamic Studies & Humanities
ISSN (ONLINE): 2707-1219 & ISSN (PRINT): 2707-1200
http://www.arjish.com

اسلامی معاشیات میں اخلاقیات، منطق اور تحقیقات

Ethics, Logic, and Inquiry in Islamic Economics

Dr. Mahmood Ahmed
Assistant Professor Islamic Studies, NCBA&E DHA LHR.
Email: muftimehmoodahmad@gmail.com
Prof. Dr. Abdul Latif Hubshi
Principal, Govt. Boys Degree College Jhuddo.
Email: abdullatiftjm@gmail.com
http://orcid.org/0009-0002-4973-282X

Dr. Khawar Anjum
Chief Executive: Nobel Herbel Products Private Limited.
Email: khawaranjum373@gmail.com
http://orcid.org/0009-0000-4597-566X

Received on: 08-10-2023 Accepted on: 11-11-2023

Abstract

Islamic economies emphasize the incorporation of moral principles, rationality, and research in their economic systems. This approach aims to create a balance between economic growth and social welfare, guided by Islamic teachings. The moral dimension promotes ethical conduct, fairness, and justice in business transactions. Rationality encourages efficient resource allocation and prudent decision-making. Research plays a crucial role in developing innovative solutions that align with Islamic values. By integrating these elements, Islamic economies strive to foster sustainable economic development while upholding moral and ethical principles.

Keywords: Morality, Rationality, Research, Economic, systems, Islamic framework, social welfare.

اسلامی معاشیات ایک فارمل اکیڈمک ڈسپلن کے طور پر پانچ دہائیوں کے دوران مکمل ہو چکا ہے. اس کا دعویٰ ہے کہ یہ دنیا بھر میں 90 ملکوں میں مختلف صورتوں میں یا اس کی ابتدائی شکل میں تعلیم دی جا رہی تھی. البتہ یہ شعبہ ابھی بھی عالمی تسلیم کا انتظار کر رہا ہے جو معاشرتیات کا حصہ ہو. پہلی وجہ ہے کہ اسلامی معاشی نظام صرف اسلامی فقہیات یا معاشیات کے خیالات میں موجود ہے. زمین پر کسی نظام کی عدم موجودگی میں، ہم اسلامی فرضیات رکھ نہیں سکتے، اور نہ ہی ہم انہیں تجربہ کر سکتے ہیں. اس طرح اسلامی معاشیات میں تحقیقاتی کام کے بڑے حصے میں نہ روشنی ڈالتا ہے اور نہ ہی پھل دیتا ہے۔

دوسرا اسلامی معاشیات کے شعبے میں دینی اصولوں اور دنیاوی دباؤ کے درمیان تنقیدی حالت پائی جاتی ہے ڈ دونوں کے درمیان ملاقاتی نکات مختصر ہیں۔ اس مقالے میں ہم اس دباو اور کھینچا کشی کے عوامل پر بھی غور کرتے ہیں اور ان کے اثرات پر جدوجہد میثاق اور تحقیق کے شعبے میں

تاثرات پر دھیان دیتے ہیں۔

اسلامی معاشیات میں اخلاقیات اس کا مطلب اور مواد میں زمان (2021) کے مطابق یہ شعبہ اپنے مینسٹریم ہم آہنگ ساتھ کو چھوڑتا ہے. یہ دعوی کہ مینسٹریم معاشیات قیمتوں سے محروم ہیں بے شک قابل قبول نہیں ہے. اخلاقی اقدار اس کے بنیادی پتھر ہیں. ان میں سے دو کا حملہ کرنا ہے، زمان نے اندازہ لگایا ہے. پہلا زندگی کے اہداف کے طور پر 'خوشی اور منافع' کا تسمیہ دوسرا وسائل کی کمی اور اس کے نتیجے میں انسانی رفتار کی تشدد. یہ بھی فوراً قبول ہو سکتا ہے. میرے زمان کے ساتھ مسائل وہاں شروع ہوتے ہیں جب مصنف یہ مینسٹریم خیالات کو مکمل طور پر چھوڑتا ہے اور ان کی جگہ اسلام نے قیمتیں مقرر کی ہیں. یہاں انہوں نے زیادہ تر اپنی پچھلی تحریروں پر اعتماد کیا ہے. وہ شہر کی حد کھینچتے ہیں یعنی کہ اس کے باہر ایک زندہ حصہ چھوڑتے ہیں. جو لیڈ پیپر میں بحث ہوتی ہے۔ اس پر ورکنگ پیپر کتاب کے حصے اور جرنل مضامین بھی موجود ہیں جو کسی اپنے خطرے پر نظر انداز کر سکتا ہے. مینسٹریم خیالات کی تنقید عموماً مینسٹریم ادبات میں پہلے ہی موجود ہے. ثبوت کے طور پر لیڈ پیپر میں شامل 41 حوالوں کی ڈیٹا کو جدول (1) میں دکھایا گیا ہے. ان میں نظریہ اور متعلقہ تصورات کی اصلاح کیلئے دعوت دوں گا، ان کی مستردی کیلئے نہیں ۃ

دو وجوہات کی بنا پر ایک چلتا ہوا اسلامی معاش میں کمی، اور دوسرا، انتہائی اصولوں کو اسلامی معاشیات کی بنیادوں پر ہلچل ہو رہی ہے۔

Table (1)
Lead Paper References Analysis

Writers	No. of References	Percentage
Muslims	4	9.76%
Self	15	36.59%
Non-Muslims	22	53.66%
Total	**41**	**100.00%**

لیکن اخلاق کیا ہے؟ یہ ایک سوچ کا نظام ہے جو صحیح اور غلط رفتار کو معین کرتا ہے. اخلاق متعلقہ وقت اور معاشی نظام کے تعلقات کے ساتھ موقعی ہوتا ہے ذیہ وقت، جگہ اور حوالے میں مستقل طور پر تعین نہیں کی جا سکتی۔[1]

1: اخلاق، تعاون، اور تبدیل کی داؤ پر۔

2: مارکیٹ منطق کے اندر اخلاقی ایجنسی۔

3: سماجی ذمہ داری کی سرحدیں۔

ہر حصہ کچھ ناول گفتگو کے لئے نئے موضوعات شامل کرتا ہے. مثالیں ہیں: نئے روحانی گاہک اور پیسے کمانے کی اخلاقیت ٹریڈ اڈیائی گارمنٹ فیکٹری میں چوری کا اخلاقی مطلب وغیرہ۔

کتاب میں مختلف معاشی نظاموں میں مختلف قسموں کی اخلاقیات پر بحث ہوتی ہے، جس میں کیپیٹلزم کے مختلف رنگ اور مقامی ڈھانچے شامل

ہیں. اس بات کو وضاحت دی گئی ہے کہ قیمتیں تعلقات اور معاشی اعمال ایک دوسرے کو کیسے عکس کرتے ہیں اور متاثر کرتے ہیں۔

ریشنلزم، جو کہ حدودی مینسٹریم معاشیات میں سمجھا جاتا ہے، یہ بحرانی یورپی روشنی کی حرکت سے پیدا ہوا۔

یہ 1929 میں ایک پوزیشن پیپر کے بعد رائج ہوا جو کہ ویانا سرکل کے نام سے معروف اقوام قارہ کے علماء نے شائع کیا۔

The scientific conception of the world.[2]

خلاصہ کریں تو، دنیا کی تصویر ایک مشترکہ ذہانتی خیال ہے جو خدا کی تخلیق اور اس کا مقصد، یعنی، انسانوں کی جگہ اور کردار کا، کائنات میں کردار اور ان کے تعلقات کے ساتھ ہے جن سے وہ متاثر ہوتے ہیں، اور جن پر ان کا عمل اثر انداز ہوتا ہے. ایسی ایک جمعی ذہانتی تصویر جماعت کی دنیاوی دیکھ ہوتی ہے. یہ ایک معمارانہ پورا ہوتا ہے جس سے عوام میں مختلف انسانی سرگرمیاں پیش آتی ہیں۔

اس ترقی کی ابتدائی وجہ نئے خیالات کا ایک نیا سلسلہ تھا۔ بڑھتی ہوئی کاروباری طبقہ، جس کے پاس اہم سیاستی طاقت تھی، کو باقی رہنمائی انسٹی ٹیوشنز اور مرکنٹلسٹ دور کے محدود کنٹرولز کو ختم کرنے کی ضرورت تھی۔ قدیم اخلاقیات، جیسے فائدہ کے غیر اخلاقی ہونا، صدقے کی فضیلتیں، اور زندگی میں حاصل شدہ مقام سے خوشی ترقی کے راستوں میں رکاوٹ تھے، اور انہیں دور کرنا ضروری تھا۔ معاشیات دانوں نے اس موقف میں ان دوران قدرتی سائنسز کو خصوصی کر کے انقلابی خیالات اور تراکیب پائی جو زیادہ مصیح اور خوش آمد ہوتے تھے۔ نیوٹن کی سائنس نے ایک ایسا قدرتی علم فراہم کیا جو پہلے خدا کی مرضی کی طرح موثر تھا۔

اگر الٰہی مرضی نے ایک میکانزم پیدا کیا ہوتا جو بغیر مزید مداخلت کے ہم آہنگ اور خود بخود کام کرتا، تو کلیف فیشر سماجی معاملات میں بلند ترین حکمت تھی. قدرتی قوانین معاشی نظام اور لوگوں کے اعمال کی رہنمائی کرتیں۔ آدم اسمتھ نے معاشیات کے لئے خود مصلحت کی تلاش کو قدرتی قانون قرار دیا اور یہ کہا کہ یہ سماجی مصلحت کے ساتھ ہم آہنگ ہے. انہوں نے مزدوری، دولت، اور سرمایہ کی جمعیت جیسی معاشی اداروں کی تشکیل میں بڑی خودرفتاری دی دی تھی[3]

یہ تجزیے کی لائن کو واقفیت ملی، بلکہ انقلابات بھی جو اس وقت قائم ہو رہے تھے قدرتی سائنس میں جو نیوٹن ڈارون اور آئنسٹائن کی کاشفات سے ہوئے۔ ویانا سرکل علماء کی خواہش تھی کہ معاشیات کو ایک سائنس کا درجہ دیا جائے، جس نے ان کا پیش کردہ دنیاوی دیکھ مذہب کے مخالف تھا؛ خدا، فرشتے، آخرت، جنت، اور جہنم کو سائنسی خیالات سے نکال دیا گیا۔

طبقاتی نظریات نے اس طرح کے خیالات پر ایک مشکوکیں بھرے طریقے سے حملہ کیا. یہ دعوی کیا گیا کہ سائنس صرف 'ہے' سے متعلق ہے، اور 'ہونا' کو صرف اس وقت قبول کرتی ہے جب کے یہ موضوعی منطق سے مدد حاصل ہو. اس طرح سائنسی دنیاوی دیکھ نے یونیورس کو ایک خود عمل مشین کے طور پر فکر کی، جس میں قدرتی قوانین کو واحد ریگولیٹر مانا گیا، حتی کہ خدا اس کا اصل خالق رہا. سائنسی دنیاوی دیکھ نے انسان کی دید کو اس کے موجودگی پر ہدایت کرنے کے لئے اس دنیا میں محدود کیا بغیر آخرت کی کسی خیال کے. یہ صرف عقل کو تشریح اور تفتیش کے لئے ایک موجودہ اوزار کے طور پر اعتماد کرتا تھا. یہ معاشیات کو طبیعی سائنسز کے ساتھ تحقیق اور اندازہ لگانے کے طریقہ اور منہج

میں یکتاثریت یقینی بناتا تھا۔

خلاصے میں، 'سائنسی دنیاوی دیکھ 'بنیادی طور پر عقلیاتی عقائد کو پر استوہ کرتی ہے، جو انسان کی دنیاوی خواہشات کو عکس کرتی ہے اور ان کا خیال رکھتی ہے۔ یہ کہتی ہے کہ یہ دنیا صرف 'خوشحالی کے مصلحی ضروریات' کے لئے ایک سر گرم ہے. یہ آسمان کو ہر قسم کی جذبات حس، اور الٰہی طاقت سے خالی سمجھتی ہے. انسان اپنے موجودگی میں کوئی معنی نہیں پاتا: اسے محسوس ہوتا ہے کہ وہ موجود ہے کیونکہ وہ ہوتا ہے. آخرت اور کسی اعلیٰ موجودیت کے لئے احتساب کی عدم میں، اسے خود کو خودکشی اور قربانی کے عمل میں کسی فرق کو دیکھنے کا کوئی طریقہ نہیں ہوتا، کیونکہ اس کے لئے یہاں آخرت میں حکمتِ عمل اور سزاواری کا کوئی نظام نہیں ہوتا. یہاں صرف انسانی خوشحالی کے مادی جزو پر مرکوز ہے ذروحانی اور اخلاقی جزو کو علیحدہ علیحدہ اخلاق یا مذہب نے دیکھا ہے۔

اس ریشنلٹی کے نظریے کو اسلامی فقہاء یا معاشیاتدانوں نے قبول نہیں کیا۔ یہ بات ہر گز نہیں ہے کہ ایمان عقل کو مسترد کرتا ہے۔ بلکہ یہ منطقی حجت کو بڑھاؤ کرتا ہے۔ قرآن مرتبہ بار مرتبہ لوگوں کو دعوت دیتا ہے کہ اللہ کی موجودگی کی نشانیوں اور علامات پر غور کریں اور اس کی مطلق اعلیٰ ہدایت کو مختلف مثالوں کے ذریعے اس دنیا اور آخرت کے معاملات میں بیان کرتا ہے۔ اسلام کا خود ایک دنیاوی دیکھنے کا تصور ہے جو خلقت کا مقصد اور انسانی رفتار کے لئے معیار فراہم کرتا ہے ذیہ دنیا سبقہ میں علم کے مختلف زیرہ سراغ کرتا ہے، طبیعت کی کتاب کو سمجھنے کے لئے الٰہی نظام، اللہ کی افضالیت اور زمینی نظامات کو پیدا کرنے میں الٰہی منصوبہ کی سربراہی کا مکمل مواد فراہم کرتا ہے۔

اسلامی ادب کی چھوٹی سی کتابیں، مقالات اور کتب، اسلامی دنیاوی دیکھنے کے مواد اور پہلوؤں کو سمجھانے میں بھرپور ہیں۔

یہاں تین اہم نکات پر سائنٹیفک دنیاوی دیکھنے سے کس طرح مختلف ہے، ان کی وضاحت ہے۔

وحی اور وجہ کا تعلق گہرا ہوتا ہے۔ " قال" (انہوں نے کہا) اور " قالوا" (انہوں نے کہا) کے الفاظ قرآن مجید میں ملکر 327 مرتبہ آتے ہیں۔[4] جو ایک حوار کو ظاہر کرتے ہیں۔ یہ دیکھا یا گیا ہے کہ یہاں ایک مکالمہ ہو رہا ہے - وہ سوال کرتے ہیں، آپ جواب دیتے ہیں، یعنی کافروں نے وحی سے مقابلہ کیا اور پیغمبر نے اُن کے سوالات کا جواب وحی کے ذریعے دیا۔

اس جدوجہد کے عمل میں، اسلام خدائی حکمت کی مثالیں لاتا ہے جو اللہ کی تخلیق میں ہر طرف ظاہر ہوتی ہیں، جو سیکولرزم نظرانداز کرتا ہے۔ سیکولرزم کے خلاف، اسلام اس حکمت کو 'عقل' میں شامل کرتا ہے۔ اس تشخص کے تحت، عقل ایک صلاحیت ہے جو سمجھ کے علاقے کو پار کرتی ہے اور دنیاوی معاملات میں انسان کے لئے پیشگوئی اصول فراہم کرتی ہے۔ یہ انسان کو دکھاتی ہے کہ دیکھنے اور نہ دیکھنے والے عالموں کے متافاصل اور ان کے متقابل تعلقات کی متافقتوں کی میٹافزکس کو قابل فہم بناتی ہے، اس سے اُسے زندگی کا مکمل اور متکامل نظریہ تشکیل دینے میں مدد ہوتی ہے۔ سیکولر استعمال کے لئے ہم عقل کو چھوڑ دیتے ہیں۔

اسلامی تصورات میں اللہ کے بارے میں عقلی بنیادیں ہیں جو وحی میں محفوظ ہیں۔ کیونکہ عقلیت کے مختلف ہونے کے برخلاف اسلام صرف 'فطرت' کو صرف ایک مادی جسمانی شے نہیں دیکھتا جو انسانوں کی استعمال اور استفادہ کے لئے ہوتا ہے۔ اسلام نے فطرت کو ایک مزید اور

گہرائی سے اہم معنوں میں دیا ہے۔ قرآن فطرت اور پوری کائنات کو ایک کھلی کتاب قرار دیتا ہے جو انسان کو پڑھنے اور تشریح کرنے کا سلسلہ دیتا ہے۔ چونکہ فطرت کو کائناتی اہمیت دی گئی ہے، لہذا اسے اللہ کی موجودگی اور بالادستی کی علامتیں شامل ہیں: ثبوت کہ صرف عقل ہی سمجھ سکتی ہے اور اس کی گہرائیوں کو سمجھنے کی کوشش کرتی ہے۔ اس طرح انسان اللہ کو اُس کی پیدائش کے ذریعے محسوس اور جان سکتا ہے۔

عقل ایمان کی پرواہ کو بھڑکاتی ہے اور خوبصورتی، محبت اور قربانی جیسے خیالات کو نجی کرتی ہے۔ یہ قدر کر سکتی ہے ریشنیلٹی کو نہیں کہ ابراہیم (ع) نمرود کی آگ میں بے تردید ڈالے گئے، ایڈورڈ آٹھویں بڑی برطانوی تخت کو چھوڑ کر اپنی محبوبہ سے شادی کرنے کی وجہ کیا تھی، اور جینیلا نے الجیریائی انقلاب کے دوران فرانسیسی ظلم کا مقابلہ کیا، یا یہ کہ نیچے عظیم جرمن فلسفی، نے ایک بے حفاظت گھوڑے کو مالک کی ستم گردی سے بچانے کی کوشش میں اپنی جان قربان کر دی۔ عقل نظریات، نظامات، اور انقلابات پیدا کرتی ہے۔ اسلام میں، اللہ کی حکمت نے ان سب کو ایک میں بھر دیا۔

سود پر پہلی وحی یہ کہتی ہے: "جو تم دینا چاہتے ہو لوگوں کے مال میں سے فائدہ حاصل کرنے کے لئے، اللہ کے ساتھ نہیں بڑھتا؛ لیکن جو تم اللہ کی خوشی حاصل کرنے کے لئے خیرات دیتے ہو، وہ بے شمار بڑھتا ہے"[5]

حالت میں، منطق نظریہ فوراً پریشان ہوگا۔ کیونکہ سود ظاہراً مالکوں کے دولت بڑھاتا ہے جبکہ خیرات کا انخلا دولت کم کرتا ہے۔ بصورت ذہانتی، وہ مخلصانہ کو ایک روحانی سکون اور دماغی سکون کی غیر پیسوی حاصل ہونے کے ناپیسوی حاصلات کے طور پر شمار کی گئی۔

علمانی تصور نے تمام متعالی اہمیت والے خیالات کو معاشرتی علموں کی حد میں سے نکال دیا، اس باعث کے علم صرف 'واقعیت کے ساتھ 'متعلق ہوتا ہے۔ 'جو ہونا چاہئے' صرف اس صورت قابل قبول ہوتا تھا جب کہ تجرباتی منطق کی حمایت میں ہوتا۔ مین ایکنامکس یہ نظریہ کو ایمان کا ایک عنصر تصور کرتا ہے۔

لہذا مارشل صرف "بہترین حالت کے موادی ضروریات" کی خدمت کرنے والے ایکنامکس کی تصور کر سکتا تھا،[6]

جبکہ رابنز نے اعلان کیا کہ "ایکنامکس اہتمامات کے درمیان مکمل طور پر نیوٹرل ہے"[7]

برعکس، اسلامی دیدگاہ یہ ہے کہ آخرت کی غیر موجودگی اور کسی بڑے وجود کے سامنے جوابدہی ہونے سے ایک شخص صرف اس وجود کو محسوس کرتا ہے کیونکہ وہ ہوتا ہے۔ اسے خود کے عمل میں خودکشی اور قربانی کا کوئی فرق نظر آتا ہے؛ کیونکہ آخرت میں کوئی انعام و سزا کا نظام نہیں ہوتا۔ قیمتوں سے محروم موادی ترقی حیرت انگیز رہی ہے، لیکن یہاں انتصابی تباہی اور ہتھیار اُٹھانے والے جنگوں کے لئے انسانیت پر لا محدود قیمت پر پڑی ہے، جس سے بہت زیادہ غربت اور مال اور مواقع کی تقسیم میں ناپسند اختلافات پیدا ہوئے ہیں۔ اسلام ایک کو مجبور کرتا ہے کہ خود میں مادہ روح کے انٹرلاکس کو دیکھے اور ایک نصابی اخلاقی راستے کی پیروی کریں۔

عام طور پر اقتصاد کی اصولیات ایک اساسی عقیدہ ہوتا ہے جو اس کی ادارے کو شکل دیتا ہے اور حاصل کرنے کے لئے مندرجہ بالا اہداف دیتا ہے۔ یہ مدد کرتا ہے پالیسیوں کو ڈیزائن کرنے میں اور زمینی حقائق کو موادہ اور راہنمائی فراہم کرنے میں۔ اس طرح، معیشتوں میں ایک چلنے

والا عقیدہ حقیقت دورہ ہوتا ہے۔

جدوجہدی اقتصادی نظامات جیسے کہ کیپیٹلزم (سرمایہ داری) یا سوشیلزم عقائد زمینی حقائق کی رسمی بنا پر مشتمل ہوتے ہیں۔

مثال کے طور پر، آدم اسمیت نے دیکھا:

کہ سرمایہ کاری، ٹیکنالوجی کی خلقیں، شغل کی تقسیم، اور برطانوی معیشتی ادارے بڑھ رہے ہیں۔ انہوں نے پیش گوئی کی کہ صنعتی انقلاب آرہا ہے اور ان کے ملک کو دنیا کا اگلا استوار قوت بنائے گا۔

انہوں نے اپنی کتاب "ویلتھ آف نیشنز" میں کیپیٹلزم (سرمایہ داری) کی بنیادی بنیادیں حاصل کیں۔ وہ ایک نظام کا تخلیق کنندہ تھے۔[8]

اسی طرح، کارل مارکس نے کیپیٹلزم کے سیاہی پہلوؤں کو دیکھا مزدور کلاس کی استثمار اور بے گلہ دور کرنا، کیپیٹلزم آخر کار جمعی غربت، محرومی اور انکار کو پھیلانا۔ جو کچھ انہوں نے دیکھا، اس پر مبنی میں کامیاب رہے کہ سوشیلزم کے لئے ابتدائی ڈیزائن فراہم کرے۔ کیپیٹلزم (سرمایہ داری) اور سوشیلزم کے درمیان مشترکہ بات یہ ہے کہ دونوں حالتوں میں چلنا حقیقت سے عقیدہ کی طرف ہوا ہے۔

علم کے ایک شعبے کی بات نہیں کی جاسکتی بغیر اس کے تعریفی حدود کا مخصوص کرنے اسے رقیب حصوں سے الگ کرنے کے بغیر۔ اس کا مقصد، اصول، اور دائرہ وسیع بیان کیا جانا چاہئے۔ مینسٹریم (عام/رائج) اقتصاد کے منہج نے یہی مقتضیات پوری کی ہیں اور اس کا تاریخی ترقی کامیابیاں، اور ناکامیوں کی تاریخ ہے۔ ہم اس کے معیار اور طریقے کو اسلامی اقتصاد کی کارکردگی کا اندازہ لگانے کے لئے نامناسب قرار دے سکتے ہیں، بغیر کسی وجہ کے۔ تاہم، ایک بھی اسلامی اقتصاد کی منطق نظریہ کے بارے میں دستاویز ملتی ہے جو ان قیاسات کے مطابق ہوتی ہے۔

ایک اسلامی اقتصاد کی میتھڈولوجی پر مختصر کتاب جو کہ نیک میٹن نے ترتیب دی ہے۔

اس میں 14 تعاونات شامل ہیں۔ ان میں سے کچھ میتھڈولوجی مسائل پر چھوڑتے ہیں۔ باقی والے ایکسپلیسیٹ (واضح) کرتے ہیں اسلامی اقتصاد کے بارے میں، یعنی اس کی تعریف فطرت دائرہ وسیع اور مسائل میتھڈولوجی کے بارے میں ہے۔ حیرانی کی بات ہے کہ کتاب کا سب سے لمبا باب جو تقریباً 63 صفحات یا تقریباً کتاب کا ایک پانچواں (5) حصہ ہے، اقتصاد کی میتھڈولوجی سے کچھ زیادہ متعلق نہیں ہے ذمصنف کہتے ہیں۔ میرے لئے یہ زیادہ سے زیادہ ایک اسلامی اقتصاد کو دھرنے کے لئے ترتیب دینے کی میتھڈولوجی پر کتاب ہے۔"

اسلامی معاشیات کو ترتیب دینے کے لئے، اسد زمان کی ایک تجویز ہے: مغربی اقتصادی نظریہ کو بنیادی قرار دینے اور اسلامی تھیوری کے ٹکڑے بنانے کی بجائے ہمیں الٹ کرنا چاہئے۔ اسلامی بنیادوں سے شروع کریں اور ضرورت پیش آنے پر ٹکڑے بنائیں تاکہ حدیث ضروری ضروریات کو مدنظر رکھا جاسکے۔[9]

"یہ تجاویز دلگیر لگتی ہیں، لیکن جو شخص ایک یکتا پتنگ ڈیزائن کر رہا ہے، اسے یہ دکھانا چاہئے کہ یہ اڑتا ہے۔ علاوہ اسے یہ دیکھنا چاہئے کہ مسلم ملکوں میں کونسا اقتصادی نظام عمل میں ہے کیپیٹلزم (سرمایہ داری) یا اسلامی؟ اسی طرح، دیکھنا چاہئے کہ کیا اسلامی اقتصاد نے مسلم تعلیمی اداروں سے علمانی ڈسپلن کو ہرا دیا ہے یا نہیں، پھر فیصلہ کرنا چاہئے کہ کونسا قسم کا ٹکڑا لگانا مؤثر ہوگا؟"

زمان بہت زیادہ دنیاوی ہنر، منافع، اور علمانی قدیمیہ کے خیالات میں مصروف ہیں۔ میرے لئے، یہ خیالات اصلاح کی ضرورت ہے، کیونکہ انہیں اسلامی اقتصاد سے نکال دینا یہ تعلیم بے بنیاد چھوڑ دے گا۔

اللہ کے ذریعہ زندگی کو زمین پر برقرار رکھنے کے لئے فراہم ہونے والے وسائل بے شک بے انتہا ہیں۔ لیکن اہم بات یہ ہے وسائل کی انسانی خزانوں سے انسانیت کے لئے دستیابی۔ دستیابی وقت اور جگہ کے علم کی حالت اور انسانی کاوش کی تفصیل ہے۔ اس طرح دیکھا گیا ہے کہ وسائل متسلسل بڑھتی ہوئی انسانی ضروریات کے لحاظ سے قلیل ہیں۔ حتیٰ قرآن بھی وسائل کی قلت کے اس نظریہ کو ضمن کرتا ہے۔[10]

لالچ اور منافع کی کشش ایڈم سمتھ کی خود مفہومی کے بنیاد پر ہے جو انسانی چال چلن کو متحرک بناتی ہے۔ تاہم، خود مفہومی خود غیر خودیت کو رد کرتی ہے، اگر کھیل کی قوانین کا خلاف نہ ہو۔ یہ موقع دونوں انسانی وجودوں: دنیاوی اور روحانی، پر عمل کرتا ہے۔ اس کی تلاش انسانی چال چلن سے التٰازم نہیں کرتی۔ بلکہ، متعارف مفاد سماج میں توازن بنائی رکھتے ہیں اور شرائطیت کو فروغ دیتے ہیں۔ اسلام موقع کو معتبر قرار دیتا ہے۔ بہر حال، 'راستہ مستقیم' پر کس کے مفادات میں کس کو پیروی کرنا چاہئے ؟۔

آخر کار، منافع کا زیادہ سے زیادہ قابل قیاس سابق متغیرات سے تعلق رکھتا ہے۔ واقعہ کے مستقبل کے نتائج کے عدم اطمینان کو زیادہ سے زیادہ ایک ہیورسٹک کا تصور بنایا گیا۔ لیکن یہ ایک مفید تجزیاتی ٹول آزاد۔ تصور کی قیمتی بے اثر۔ زیادہ سے زیادہ کیا جارہا ہے، کس طرح اور کس مقصد کے لیے، صرف انتہائی اخلاقی مسائل پیدا ہوتے ہیں۔ مثلاً، کس نے نہیں چاہا کہ اللہ کی خوشیاں زیادہ سے زیادہ ہو جائیں؟ اسی طرح اگر کسی تختہ سے ایک کارپینٹر اپنا انتاج زیادہ کرتا ہے یا کمانڈر آرڈر کرنے والوں کو پورا کرنے کے لیے مواد استعمال کرنا کم کرتا ہے تو کس کا الزام ہو سکتا ہے ؟'

شریعتی تقاضوں پر پورا اُترنے کے لئے، ہم معتقد ہیں کہ تین تصورات کو دوبارہ صورت دینا اسلامی معاشرتیات کے لئے بعض مضبوط بنیادیں فراہم کریں گے جو فلاح کے تصور پر مبنی ہو گی"۔

مزید مواضع میں، ہم میتھڈولوجی کا استعمال کرتے ہیں جیسا کہ اسلامی معاشرتیات، ایک اصولوں کا سیٹ ہے، یہ پہلی بار ایک تعلیمی شعبے میں ظاہر ہوا۔ موجودہ سیاق وسباق میں، یہ اسلامی معاشرتیات میں استعمال ہونے والی تحقیقاتی تراکیب کو ظاہر کرتا ہے۔ حال ہی میں، یہ تراکیب جدیدیت کی دھکیل اور قدرتیت کی کھینچ کے درمیان تنہا ہو گئی ہیں۔ دونوں کے درمیان دوری، اسلامی معاشرتیات میں تحقیقات کی سمت، نگرانی، اور معیار پر دوگنا اثر ڈالتی ہے۔ یقیناً، یہ دوگنا تقسیم مضمون کو ایک مخصوص تعلیمی شعبہ کے طور پر جاننے کیا خطرہ ہوتا ہے۔ ہم یہ عوامل کی نوعیت اور ان کے تحقیقی کام پر ان کے اثرات پر غور کریں۔

اسلامی معاشیات کا طریقہ کار نہیں ہو سکتا باہر سے اس کی کارکردگی کی نگرانی کرنے والا موضوع نظم وضبط اسلامی معاشیات نہ تو بدلتی ہوئی حقیقتوں کی رسم ہے اور نہ ہی کوئی اسلامی معاشی نظر سے زمین پر کہیں بھی کام کرتا ہے یہ اسلامی علوم کے ذرائع سے بڑھتی ہے۔ اس کے اہداف اور اصول انسانی بنائے گئے نہیں ہیں ذبلکہ یہ فقہی اصولوں کی ورثہ ہیں اور صرف تشریعاتی لچک دیتے ہیں۔ یہ لچک دھرمی اور بڑھتی

ہوئی جدیدیت کے درمیان پھیل گئی ہے۔

اسلامی معاشیات ایک نظام کے طور پر، پہلی مرتبہ وہ سیاستی تحریکوں میں ظاہر ہوا جو مسلمانوں نے عالم بھر میں نظام کے اظہار کے لئے لانچ کی تھیں۔ دنیا تحریک کے رہنماؤں میں زیادہ تر اسلامی فقیہ تھے۔ برصغیر پاک وہند خصوصی طور پر ایک پیش رفت تھی، خاص کر مغربی دورانِ سلطنت عثمانیہ کو ابتدائی 1920 کی دہائیوں میں تقسیم کرنے میں مغرب کامیاب ہو گیا تھا۔

جماعتِ اسلامی جس کا رہنما ابوالاعلی مودودی تھا، نے اسلامی معاشرتیات کے معاشرتی خیالات کو مرتب کرنے میں اور انہیں ملکوں میں پھیلانے میں بے مثال خدمات دیں۔ اپنے اداروں، اشاعتوں اور معاہدہ گزار پیروکاروں کے نیٹ ورک کے ذریعے جو اقتصاد کی میزانی تعلیم حاصل کر چکے تھے۔ اسلامی معاشرتیات میں ملحوظ اشخاص میں سے زیادہ تر جماعت یا اس کی ترویج کردہ ہیں۔

تاہم اس تعلق کے تاریخی جڑوں نے ایک اہم خیال گروہ پیدا کیا ہے جو اسلامی معاشرتیات میں ایک تاریخی واپسی کا اثر ڈالتا ہے۔ اس حوالے سے اسد زمان کا کردار شامل ہے۔ زیادہ تر اسلامی معاشرتیات کے ماہرین اس تاریخی واپسی کا انتظام کرتے ہیں۔

انہیں اسلامی معاشرتیات میں علمانی خیالات میں کسی کی بھی مداخلت برداشت نہیں ہوتی۔ برعکس، خصوصاً مغرب میں تربیت یافتہ زیادہ تر جوان مصنفین، اپنے نئے ملے تجزیات سے خوش ہو کر، اسلامی معاشرتیات کو بے رحمی سے تجرباتی علوم کی طرف دھکیلنے کی کوشش کرتے ہیں۔ یہ رویہ تیزی سے پرورش ہو رہا ہے۔

اسلامی معیشت میں تعدادی پھیلاؤ کی ایک اعلی صورت ہے جس میں اقتصادی نمونہ بندی کا خواہش مند ہونا شامل ہے۔

جیسے (INCEI اور IIUM)

عالمی شاندار اداروں میں اقتصادیات اور مالیات کے اسلامی معاشیات کا مطالعہ کرنے کا موقع بہت ہی عظیم ہو گا۔ آپ کے پاس ان اداروں کے فیکلٹی ممبر کے طور پر کئی سالوں کا تجربہ ہونا واقعی بہت قیمتی ہو گا۔

آپ کے ذمے کی ہوئی ایک طالب علم کی مثال ہے جس کی تحقیقی کام کو آپ نے پروجیکٹ پیپر کے طور پر سپروائز کیا۔

سوکوک: تعریف، ساخت اور ملیشیائی تجربے کے عنوان کے ساتھ۔ کام کو آخری منظوری کے لئے ادارے کی ایک بہت ہی قوی گریجویٹ اسٹڈیز کمیٹی سے گزارنا پڑا۔ کسی خاص مقدار کے لئے، میری زیر نظر طالب علم کے ساتھ کمیٹی کا اجتماع ہوتا ہے۔ کمیٹی نے کام کو تسلیم کیا لیکن تجرباتی نمونہ کا استعمال نہ کرنے کی وجہ سے احتیاط سے کچھ رکاوٹ رکھی۔ میں نے طالب علم کی حمایت میں کچھ وقت کے لئے بہت ساری التجا کی کہ کام کی تعریف یا ساخت کے حصوں میں وہ کونسا نمونہ استعمال کر سکتا ہے۔ میں مانتا ہوں کہ طالب علم کا کام کافی اچھا تھا اور اس کو منظور کرنا چاہیے تھا۔ میں خوشی سے بتاتا ہوں کہ کمیٹی نے آخرکار طالب علم کا کام منظور کر لیا۔

اقتصادی ماڈلنگ کے ساتھ اساتذہ کی لات میں ایک خصوصی قابل قبول تحقیق کے لئے فقہی موضوعات کی صورت میں سے کچھ مختصر تھا، جیسا کہ اساتذہ بڑے حد تک غیر ملکی تعلیم یافتہ تھے اور ان میں سب سے زیادہ چیز جو مغربی اداروں کی ایکونومیٹرک ثقافت تھی جہاں وہ پڑھے تھے۔

ایک اچھے استاذہ کے لئے، ایک میں اقتصادیات میٹریکس کا استعمال کرنے کے فوائد ہوتے ہیں اس سے تحقیق کرنا اور اس کی نگرانی کرنا دونوں آسان ہو جاتا ہے۔

مختلف قسم کے ماڈلز عام مصنوعات میں دستیاب ہیں جن میں سے انتخابات کیے جا سکتے ہیں ذ حتیٰ غیر ملکی تعاون حاصل کیا جا سکتا ہے۔ اس طرح تحقیق نسبتاً آسان ہوتی ہے۔ متعلقہ معلومات کو کمپیوٹر پروگرام میں ڈالیں اور ڈیٹا کو اتنا تنازع دیں جب تک یہ وہ پیدا کرتے ہیں جو درکار ہے۔ مخطوطے کا بڑا حصہ، ترجمہ کو چھوڑ کر مشین پیدا کرتی ہے۔ کام میں کئی تسلسل کا اثر گرافز مخطوطے کی آخر میں پیش ہیں، جو مصنفین سمجھاتے نہیں ہیں، اور نہ ہی پڑھنے والے دیکھنے میں دلچسپی رکھتے ہیں، چھوڑیں یہ کوئی سمجھنے کی بات ہے۔ اسلامی معاشرتیات اور مالیات میں اصل ماڈل کی تشکیل بہت کم ملتی ہے۔ یہ ملاحظے ایمپیریکل تراکیب کی اہمیت کو نہیں منسوخ کرنے کے لئے ہیں۔ ایکونومیٹرک ماڈلنگ کا تجزیاتی شان و شوکت ہے ذ

کہ یہ عمر بھر کے عقائد کو کالعدم کر سکتا ہے۔

بے شک، بہت سی وجوہات ہیں جو یہ ظاہر کرتی ہیں کہ ڈیمانڈ کرنے والی ریکڑز منفی ہوتے ہیں لیکن اگر اشاعتی ثبوت بار بار الٹ راستہ دکھائیں، تو یہ وجوہات اہم نہیں ہوتیں کہ ماہر اقتصاد ڈیمانڈ کے "قانون" میں یقین کریں۔[11]

یہ اصولی طور پر صحیح ہے اور نظریہ کی عمومیت میں بہتری کے لئے جبلیت کی اہمیت کو مزید مضبوط بناتا ہے۔ مگر تجرباتی تحقیقات عام طور پر رہبری ہوتی ہیں اور وقت اور جگہ کے غیر متعلق نتائج بہت کم ملتے ہیں۔ اسلامی معاشرتیات میں علمی اقتصادی کا اقدام بنیادی نظریہ میں اضافہ کرتے ہوئے تصدیقی ہوتی ہے، بغیر کسی استثناء کے جس نے اس کے نظری تناؤ کا کچھ بھی نہیں جوڑا۔

تھیسسز (مقالہ جات) کی نگرانی میں بہت مسائل ہیں۔ مثبت مدد میں کمی ہے ذ حمایت گزارشات کی تنقید اکثر کے لیے اعلی ہے, نگرانی کے تعین پر اختلافات عام ہیں۔ حال ہی میں، کچھ جگہوں پر ہر تحقیق کے لئے ایک تین ممبر نگرانی کمیٹی کا تعین ہو رہا ہے۔ یہ کمیٹیاں ہمیشہ ہم آہنگ نہیں ہوتیں، جو تحقیق کو مختلف رخوں میں کھینچ سکتی ہے۔ اگر آپ کی ریسرچ کے آخری الفاظ آپ کے مین سپروائزر کے ہوں تو یہ مسئلہ کم کیا جا سکتا ہے۔

یہ وہ شائعات ہوتی ہیں جو غیر معتبر یا فریبی ماہرین کے ذریعے شائع کی جاتی ہیں۔ ایسی شائعات معمولاً معتبر سائنسی مجلات کی نقلیں ہوتی ہیں جو اصلی تحقیقات کی بجائے غیر معتبر تحقیقات چھاپتی ہیں۔ یہ ایک بڑا مسئلہ ہے جو سائنسی علم کی ترویج پر منفی اثر ڈالتا ہے۔

"مکارانہ شائعات" کا مصطلح جیفری بیل کولوراڈو یونیورسٹی کے تحقیقاتی اور لائبریرین کے لکھائی میں وجد ہوا۔ یہ ایک ناقابل قبول علمی قیمت والے ایکیسس جرنلز میں شائع ہونے والے مقالات کی فراہمی کی بڑھتی ہوئی پردہ فاشی ہے۔ ایک گروہ نے حقیقت میں نیچر کے معتبر سائنس جرنل میں شائع ہونے والے ایک مقالے میں پریڈیٹری پبلشنگ (مکارانہ شائعات) کی شدت سے متعلق گہرے شور کو اجاگر کیا۔

بلاشک! کچھ مثالیں پیش کرتا ہوں جو پریڈیٹری پبلشنگ (مکارانہ شائعات) کی مثالیں ہیں:

1: جرنلز جو انتہائی کم معیار کے تحقیقی مضامین کو بغیر تشکیل کے شائع کرتے ہیں:

2: جرنلز جو تحقیقی مضامین کی پیشکش کے بعد بھی تیزی سے مانگتے ہیں اور غیر اصلی اور غیر معتبر تحقیقات کو بھی قبول کرتے ہیں۔

3: جرنلز جو بہت زیادہ ادائیگی مانگتے ہیں مگر معیاری تحقیقات کو قبول نہیں کرتے ہیں۔

یہاں تک کہ بہت سے ایسے جرنلز ہیں جو واقعی موجود نہیں ہوتے، بلکہ صرف پیسے کیلئے مقالات کو شائع کرتے ہیں۔

اسلامی معاشرتیات میں پریڈیٹری پبلشنگ (مکارانہ شائعات) کا ابتدائی وجود اور اضافہ اس بات کا حسینہ ہے کہ اسلامی معاشرتیات میں اساتذہ کی متعلقہ اہمیت میں اضافہ ہوا ہے جو غیر ملکی یونیورسٹیوں میں تعلیم حاصل کر کے وہاں کام کر چکے ہیں۔ ان کی مشکل درستی علمی خیالات اور تحقیقی تربیت میں ہو چکی ہے جو انہیں یقینی بناتی ہے کہ اسلامی معاشرتیات میں عالمی معیاروں کو بلند کرنے کا طریقہ ہوتا ہے مغربی ڈھانچوں اور تدریس اور تحقیق کے طریقوں میں مغرب کا اقتدار کرنا۔

تعلیمی اداروں میں داخلہ اور بعد میں فراہمی کے لئے ریکارڈ جریدوں میں تحقیقات کی شائعات پر زور دیا گیا۔ یہ تقاضا جلد ہی طلباء کے لئے بھی بڑھا دی گئی۔ اسلامی دنیا میں ایسی جریدہ تکراں ہونے تک موجود نہ تھیں اور آج بھی کمی ہے۔ طلب و تقاضا کو پورا کرنے کے لئے فراہمی بڑھانی پڑی۔ افسوس کے ساتھ، جواب مسلمان دنیا سے نہیں بلکہ مغرب سے آیا کیونکہ وہ اس میں دولت دیکھتے تھے۔ کچھ پرانی جریدیں اپنی معیاری ضرورت میں رہیں، لیکن نوٹس کرنے والی بات یہ ہے کہ نئے آن لائن جریدوں کا بہترین آضافہ ہوا، جو اسلامی معاشرتیات میں لکھنے والوں کو کھینچتی ہیں۔ عام طور پر وعدہ کرتی ہیں کہ تیزی سے جائزہ لیا جائے گا اور فوری شائع ہو گا، جبکہ کچھ یہ بھی پیش کرتی ہیں کہ فیس کے بدلے میں ایڈیٹوریل (تحریری) مدد بھی دی جائے گی۔ شائع ہونے کا لاگت صد دالر تک پہنچتا ہے۔ یہ مشترکہ تحریر کو بھی بڑھاوا دیتا ہے۔

کچھ معروف جریدوں میں اسلامی معاشرتیات کے مقالات کی تحقیقاتی جائزہ کا نمونہ مشکل کی کمی دکھاتا ہے۔ عموماً ان میں کمی ہے اور اہم تعاونات غائب ہیں، جبکہ بے معنی تعاونات شامل ہیں۔ اکثر اوقات مصنف کی کھینچی ہوئی حد کے باہر شہر کا بڑا حصہ پایا جاتا ہے، ممکن ہے جہالت یا تعصب کی بنا پر۔ مصنف کی پوزیشن کی تنقید کو عام طور پر نظرانداز کیا جاتا ہے بجائے اس پر جواب دینے کا۔ جائزہ نگاری کی بجائے تفصیلات کردار ادا کرتی ہیں۔

مقالہ عموماً خود اظہار کا ایک موقع سمجھا جاتا ہے۔ میں نے لکھنے والے کی اقسام کو جدول میں ترتیب دی ہے: جو، مسلمان اور غیر مسلمان۔

غیر مسلمان زیادہ تعداد میں ہوتے ہیں دپہلے والے تقریباً 25-40 ہوتے ہیں۔ کچھ مواقع پر، دنیا مصنف کی اپنی مشارکتوں کے ساتھ ختم ہوتی ہے۔[12]

تحقیق کے حوالے سے سامنے آنے والے اہم نکات اسلامی معاشیات میں مذکورہ بالا جائزے سے اسد زمان کا قابل ستائش لیڈ پیپرز مندرجہ زیل رقم میں ہے۔

1: اخلاقیات سماجی پوچھ سے متعلق ایک عام خصوصیت ہے ڈاس کا مواد وقت، جگہ، اور حوالے کے تحت مختلف ہوتا ہے۔

2: عقلیت اور اسلامی عقیدے کے درمیان کوئی مخالفت نہیں ہوتی، صرف تصورات اور مواد میں چند فرق ہوتے ہیں۔ دنیاوی عقلانیت مذہبی اصولات کو قبول کر سکتی ہے اور اس کا برعکس بھی۔ دونوں کے درمیان حدوں کے اندر مثبت تعامل ہو سکتا ہے۔

3: اسلامی معاشرتیات میں منصوبہ، مختلف معاملات میں، ڈسپلن میں اندرونی امور ہے۔ بہت سے علماءاسے مضمون کی ترقی کے لئے آلہ قرار دیتے ہیں۔

4: اسلامی معاشرتیات کا منصوبہ دو وجوہات کی بنا پر حالتِ ہلچل میں ہے: اسلامی معاشرتی نظام عملی عامل نہیں ہے، اور موضوع اصولیت اور حدیث کے مختلف قوتوں کے درمیان پھٹا ہوا ہے۔

5: مضمون میں تقلید، شکار، اور مصنفین کی خود پروجیکٹ کی سمت میں اضافہ بڑھ رہا ہے۔ اور تغیرات، حوالے اور تنقیدی جائزے کے حوالے سے غنی مصنفیں کے عدم ہونا، ایک سنگین کمی ہے۔[13]

خلاصہ کلام

اسلامی معاشیات کی مختلف جوانب پر گہرائی سے تجزیہ کیا گیا ہے۔ مصنف نے اخلاقیات، معقولیت، اور تحقیق کی روشنی میں اسلامی معیشتوں کے اصولوں اور نظامات کو تشریح کی ہے۔ عدلیہ، امن، اور اقتصادی ترقی کے اصولوں پر زور دیا گیا ہے جو معاشی تنازعات اور مسائل کا حل فراہم کرنے کیلئے موثر ہیں۔ اس کتاب میں اسلامی اقتصادی نظامات اور ان کے تطبیقات پر بھی گہرائی سے بات چیت ہوئی ہے۔

References

Anthropological approaches (2009), edited by Browne and Milgram, is worth reading.[1]

[2] (1973). علمی ویلٹاآفاسونگ: ڈرویئن کرائس [علمی دنیا کی تصور: ویئن سرکل]. میں: ایم. نیوراتھ اور آر. ایس. کوہین (محرران)، ایمپیرزم اینڈ سوشیالوجی (صفحات298-318)، اسپرنگر۔ https://doi.org/fcfr6d اصل کام 1929 میں شائع ہوا۔

(1973). Cognitive Weltaofasung: Der Wein Kraiss [The Concept of the Cognitive World: The Wien Circle]. in: M. Neurath and R. S. Cohen (Mehrran), Empiricism and Sociology (pp. 298-318), Springer. The original work was published in 1929. (https://doi.org/fcfr6d)

[3] (1998). Islamization of knowledge in economics: Issues and agenda. IIUM Journal of Economics and Management,6(2),

[4]Quran (32 :28-29)

[5] Quran (30:39)

[6] معاشیات کے اصول: ایک تعارف ڈکٹری والیوم (آٹھواں ایڈیشن)۔ میک ملن اینڈ کمپنی

Principles of Economics: An Introduction to The Documentary Volume (8th ed.). McMillan & Co.

[7] (1932) An essay on the nature and significance of economic science. Macmillan.

[8] (1776). An inquiry into the nature and causes of the wealth of nations. W. Strahan and T. Cadell.

[9] تیسری نسل کا طریقہ کار معاشیات، نیکمٹن میں، کے ایڈیٹر، طریقہ کار لامک معاشیات، مسائل اور حل، روٹلیج، نیویارک

Editor of Third Generation Methodological Economics, at Nekmatton, Methodological Dynamic Economics, Problems and Solutions, Routledge, New York

[10] سورت یوسف (آیت 46-49-111)

Surah Yusuf (verses 46-49-111)
[11] (1992). The methodology of economics: Or how economists explain (2nd ed). Cambridge University Press.

[12] اV/22,205.244/P سلامی اقتصادیات، J.KAU: اسلامی تنقید متبادل مالیاتی انجینئرنگ کے مسائل

Islamic Economics , : J.KAU Islamic Criticism Alternative Financial Engineering Problems, V/22,205.244/P
[13] Islamic alternatives to the secular morality embedded in modern economics. Journal of King Abdulaziz University: Islamic Economics ,34(2), pp.83-100